قیام اور رہبری عاشورا کی تعلیمات کی روشنی میں

فضل اللہ صلواتی

''السلام علیک یا عبد اللّٰہ و علی الارواح التی حلت بفنائک''۔

سلام ہو آپ پر اے ابو عبداللہ الحسین اور ان ارواح پر جو آپ کی چوکھٹ کے ارد گرد جمع ہوئیں۔

امام حسینؑ اپنی رہبری، پیشوایی اور ہدایت سے پاکیزہ روحوں اور بلند و بالا نظریہ کو اپنی جانب مرکوز کر دیا نہ صرف اس زمانہ میں بلکہ ہر جگہ اور ہر عصر و زمانہ میں ولادت سے شہادت تک اور سنہ ۶۱ ہجری کے عاشور سے آج تک اور قیامت تک بلند ترین انسانوں کی جانیں آپ کی عظمت و کرامت پر قربان ہو گئیں اور ہمیشہ آپ کے افکار اور رہنمائیوں کی پیروکار ہیں۔

اے حسین: اے وہ ذات جو آدمؑ سے خاتم انبیاء الٰہی کی وارث، اے محمد مصطفیؐ کے جانشین اور لائق فرزند۔ اے امیر المومنین علیؑ کے جو پیغمبرؐ کے بلند مرتبہ وصی تھے کے جانشین اور لائق افتخار فرزند، اے دنیا کی بہترین خاتون (حضرت زہراؑ) کے فرزند، اے خدا کے انقلابی خون اے خدا کے فرزند کے خون، ان لوگوں پر لعنت اور نفرین ہو جنہوں نے آپ کو آپ کے الٰہی مرتبہ اور مقام سے دور کیا ہے اور آپ کے ہاتھوں معاشرہ کی بلندی سے مانع ہوئے ہیں۔

اے حسینؑ: اے عالم انسانیت کے عظیم رہبر جو تم سے صلح کرے میں اس سے صلح کروں گا جو تم سے جنگ کرے وہ مجھ سے جنگ کرے گا۔ نہ آج، نہ کل، نہ ایک نسل تک بلکہ قیامت تک۔

''اِنّی سِلْمٌ لِمَنْ سٰالَمَکم و حرب لمن حاربکم الی یوم القیامۃ''۔

اے عظیم پیشوا، اے امام میں اس خدا سے درخواست کر رہا ہوں جس نے آپ کو مکرم بنایا ہے کہ آپ کے خون کا انتقام لینے کی مجھے توفیق عطا کرے۔ میں آپ جیسے عظیم رہبر کا بعد آپ کا اتباع کرتے ہوئے قیام کرنا چاہتا ہوں اور آپ کے خون کا انتقام لینا چاہتا ہوں۔ اہلبیت محمدؐ کے کامیاب پیشوائی اور ظلم و ستم مخالف، انقلابی تحریکوں کے میں تیری بارگاہ میں دعا کر رہا ہوں کہ مجھے حسینؑ کے وسیلہ سے دنیا و آخرت میں کامیاب بنا اور بلندی عطا کر۔

چونکہ امام حسینؑ کی ہدایت کی وجہ سے ظلم و جور کا خاتمہ اور ظالموں کے ظلم کو برملا کرنا ہے لہٰذا جہاں بھی یزید اور شمر جیسے ہوں ہمیں ان سے ٹکر لینی چاہیے اور حسینی تفکر اور اس عاشورائی تحریک کو آگے بڑھائیں تاکہ میں بھی حسینی اور کربلائی ہونے کا افتخار حاصل کروں۔

''اللّٰھم اجعلنی عندک و جیھا بالحسینؑ فی الدنیا و الاخرۃ''۔

مگر نجات کا کوئی اور راستہ ہے ؟ مگر ظالموں سے ساز باز کر کے دنیا وآخرت میں سر بلندی حاصل ہو سکتی ہے؟ حسینؑ نے ظالموں کے سامنے کبھی سر نہیں جھکایا اور حسینی افراد کبھی بھی جھوٹ فریب اور طاقت کے پجاریوں کے ساتھ تال میل کرنے والے نہیں ہیں، ان کے ساتھ ہاتھ ملانے والے نہیں ہیں۔ اور نظریہ کے ساتھ خداوند متعال، رسولؐ، علیؑ، فاطمہؑ، حسنؑ، حسینؑ اور دیگر پاک اماموںؑ کے قریب ہوا جا سکتا ہے۔ ان کی محبت یعنی ناانصافی سے جنگ، مستکبرین کے خلاف جہاد، تبعیض کے خلاف تحریک، ظلم کے خلاف قیام، جو لوگ ظالموں کی مدد کرتے ہیں لوگوں کے دشمنوں میں سے جو اسلام، خداوند منان اور قران کے دشمنوں کی حمایت کرتے ہیں میں ان سب سے بے بیزار ہوں، خدا کی پناہ مانگتا ہوں، میں حق کے دوستوں کا دوست اور حق کے دشمنوں کا دشمن ہوں۔ میری آرزو ہے کہ میں دنیا وآخرت میں ان کے ساتھ رہوں اور اس دوستی پر ثابت قدم رہوں اور حسینؑ کی عاشورائی فکر کے دشمنوں کے ساتھ دشمنی اور جنگ کرنے میں پائیدار اور ثابت قدم رہوں کہ حسینؑ تاریخ میں ہمیشہ ہیں یزید بھی موجود ہے کہ: "کل یوم عاشورا"۔

میں آپ کا اتباع کرتے ہوئے جہاد کرنا چاہتا ہوں، تاریخ کے مظالمین کے خون کا بدلہ لینے کے لئے قیام کروں، ایک رہبر کی ضرورت ہے کہ وہ مجھے اس راہ میں رہنمائی کرے۔ مجھے سہارا دے اور گمراہی، لغزش، غلط فہمی، جذباتی ہونے اور خود غرض ہونے سے بچائے۔

'' و ان یرزقنی طلب ثاری مع امام ہدی ظاہر ناطق بالحق منکم''۔

میں تن تنہا اس راہ کو طے کرنے کی توانائی نہیں رکھتا کہ یہ بہت ہی سخت اور دشوار راہ ہے اور کمینے لوگ زیادہ ہیں، میں اللہ کو پہچانتا ہوں، اہلبیت پیغمبرؐ سے عشق کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ وہ حق کے سوا کچھ نہیں کہتے۔ اور حق کے سوا عمل نہیں کرتے ان لوگوں نے اپنی جان، اپنا مال اور اپنے افراد سب کچھ راہ خدا میں قربان کر دیئے ہیں، جو کچھ ان کے پاس تھا وہ سب خدا کی راہ میں دیدیا، میں ان کے سوا کسی اور کو پیروی کے لائق نہیں جانتا نہ صرف مجھے بلکہ ہم سب کو، سارے انسانوں کو ساری انسانیت کو پیغمبرؐ نے ان کا تعارف کرایا ہے ان کے سوا کوئی نہیں ہے جس کا اتباع کروں، اس کی رہبری کو قبول کروں۔

'' انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اہلبیتی''[1]۔

مجھ پر ثابت ہو چکا ہے کہ یہ ہستیاں اور ان کے ماننے والے "اتباع" اور "اشیاع" ظلم و ستم اور ناانصافی کے خلاف قیام کرنے کا عزم کریں اور اس کا اپنے کاندھوں پر پرچم اٹھائیں، میں ایک معمولی ذرہ دیگر ذروں کے ہمراہ نورانی سورجوں کی روشنی میں، اس روشن چراغوں اور درخشاں ستاروں کے ہمراہ مھدی صاحب الزمانؑ کے ہمراہ اور ہمقدم دنیا کو عدل وانصاف سے پر کروں اور عدل وانصاف کا اس گیتی کی بلندی پر پرچم لہراوں کہ "ان الحسینؑ مصبا ح الھدی و سفینہ النجاۃ"۔ اور اس لئے بھی کہ عاشورا کی تحریک فراموش نہ کر پاؤں، امام حسینؑ اور آپؑ کے باوفا اصحاب کی شہادت کا سوگ مناؤں کہ حسینؑ اور آپ

---

[1]۔ بحار الانوار، کتاب الامامۃ، ج ۲۳، ص ۱۱۷۔

کے ساتھیوں کا فقدان عالم اسلام کے لئے بہت بڑی مصیبت بلکہ آسمان وزمین میں عظیم ترین حادثہ ہے۔ امام حسینؑ جیسے افراد کی شہادت کہ بلند ترین انسان اور خلقت کی اصلی وجہ ہیں، آسمان وزمین کی مخلوق کو سوگوار اور غمزدہ بناتی ہے کہ خود خلقت متاثر ہوتی ہے۔ پس میں اپنی انسانیت کے وجود، اپنی موت اور زندگی، ہستی و نیستی محمد وآل محمد کے ساتھ ہو کہ یہی عظیم ترین کامیابی ہے۔

"اللھم اجعل محیای محیا محمد و ال محمدؐ و مماتی ممات محمد و آل محمد"۔

حسین بن علیؑ کے قاتلین اور حسینی افراد کے دشمنوں سے اپنی انسانی فطرت کے تقاضوں اور اپنی نفرت اور بیزاری کا اعلان کردوں اور اس وسیلہ سے اس تحریک کی امام حسین، عاشورا، محرم کربلا، اصحاب اور اولاد حسینؑ کی رہبری میں قیامت تک اعلان کروں اور ان کے دشمنوں پر لعنت اور نفرین کروں، اور سینکڑوں مرتبہ ان کی احمقانہ تحریک سے بیزاری کا اظہار کروں کہ شاید یہ سلام اور یہ لعنت اور یہ برات اور دوستی میرے وجود میں ملک بن جائے۔ اور میری جان میں گھر کر جائے اور میری انسانی فطرت اور میری نسلوں میں باقی رہ جائے اور پھر معاشرہ میں ظلم وجور نہ رہ جائے اور ناانصافی کا جڑ سے خاتمہ ہو جائے اور "علیک منی سلام اللہ ابدا ما بقیت و بقی اللیل و النہار" جب تک ہستی ہے، جب تک زمین وآسمان کا وجود ہے جب تک شب وروز کا سلسلہ ہے، میرا درود وسلام حسینؑ آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب پر ہو اور بس کہ میں اپنے خون دل کا آخری قطرہ حسین کی خدائی راہ میں نثار کردوں۔

"السلام علیھم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔

*****

دنیا کے آزاد انسان امام حسینؑ کو تحریکوں، قیام، ظلم اور ستم نابود کرنے والی انقلابی تحریک کا رہبر جانتے ہیں۔ رہبر وہ ہے جو انسانوں کو گناہ کی قید اور اسیری، ناانصافی، لاعلمی اور جہالت، جاہلانہ تعصب، نفسانی خواہش، خود پرستی اور اپنی مرضی کی اقتدار پرستی سے نجات دلائے۔ رہبر وہ ہے جو شیطان، نمرود، فرعون، فوقیت طلب معاشرہ، فیوڈالیزم، معاشرہ، سرمایہ داری نظام اور امپر مالیزم جو انسانوں کی جان ومال پر مسلط ہو گئے تھے، سے انسانیت کو نجات کو دلائے اور ان کا تعارف کرائے اور لوگوں کو اس کا دفاع کرنے کے لئے مدد کرے۔

رہبر، انسانوں کو بلند و بالا انسانی مقاصد، معقول حیات تک رسائی، منطقی تفکر تک رسائی اور کمال کی کشش میں واقع ہونے کے لئے ہدایت کرے۔ اپنی صحیح مدیریت اور منصوبہ بندی سے اور اپنے ماننے والوں کو انحطاط، پستی سے ابدی زندگی اور خدائے وحدہ لاشریک تک پہونچنے میں رہنمائی کرے۔

انبیاء، سچے حکماء، پیغمبروں کے لائق جانشین اور پاک طینت علمانے اس کے ذریعہ آدمیوں کو بلند ترین الٰہی آرزوں اور انسانی خوابوں کو پورا کرنے کی دعوت دی ہے اور فرد و معاشرہ کو سعادت مند بنایا ہے۔

تاریخ کے حسینؑ کی طرح پیشوا جو خود کامل ترین انسان تھے اور جنہوں نے اسلام کی بلند تعلیمات کے زیر سایہ رشد وترقی کی

ہے۔ وہ اپنی اور معاشرہ کی ترقی کے خواہاں اور اسے کمال کی جانب حرکت کرنے کی رہنمائی کرتے ہیں۔

با فضیلت و حق پرست وہ پیشوا اور رہبر ہے جو انسانی با مقصد اور عمیق تاریخ کی ترقی میں اساسی ترین کردار ادا کرتا ہے اور انسانوں کو مطلوبہ کمال تک پہنچاتا ہے۔

عاشورا کی عظیم تحریک کی روشنی میں قیام اور رہبری نہ صرف عالم اسلام کے لئے ایک با اہمیت اور سنوارنے والا قیام تھا بلکہ انسانی ثقافتی رابطوں پر ہمہ جانبہ نظر کرنے سے انسانی معاشرہ سے مربوط ہو جاتا ہے اور اس نے صرف اسلامی معاشرہ کو ہی گمراہی سے نہیں بچایا ہے؛ بلکہ ظلم و جور اور ناانصافی کے عناصر کی پوری تاریخ انسانی اور خلقت میں شناخت کرادی اور اس زمانہ کے حق اور حقیقت کے دشمن، تخریب کرنے والی موجودات؛ یعنی یزید اور یزیدیوں کا تعارف کرادیا ہے اور آئندہ نسلوں کو باخبر کر دیا کہ یہ تاریخ کے ظلم کے خوگر (سوداگر) اور نفس پرست ہیں جو انسانیت کو کمال کی طرف جانے سے روکتے ہیں اور ان کے بلند مقصد کی طرف انہیں حرکت کرنے سے روکتے ہیں۔ جیسا کہ واقعہ کربلا کے بے نظیر انسانی اقدار، اصول کی حیرت انگیز عظمت، جلالت اور حشمت بالکل وہی عظمتیں تھیں کہ ان کے بغیر انسانی زندگی کی تاریخ دلفریب نمایش کے ساتھ دلخراش حادثہ کے سوا کچھ نہیں ہے۔

اور یہی عاقلانہ قیادت اور پیغمبری و امامت تھی جس نے اس تحریک کو زندہ و جاوید بنادیا اور مقصد کو حقیقت کا لباس پہنایا اور اسلام کو انسانیت کی انتہا تک رسوخ کیا اور اسی وجہ سے ہے کہ عاشورا کی تعلیمات اور عاشورائی ثقافت میں قیام اور رہبری ہرگز پرانی نہیں ہوتی کیونکہ انسانوں کے افکار و نظریہ پرانے نہیں ہوتے بلکہ روز بروز کمال کی جانب گامزن ہوتے ہیں؛ کیونکہ آزاد انسان خدا اور مطلوبہ کمال کی طرف حرکت کرتے ہیں اور عاشورا قیامت تک حرکت اور کوشش و تلاش پیدا کرتا ہے اور ظلم کو نیست و نابود کرنے، ظلم و جور کا جڑ سے خاتمہ کرنے کے لئے ہدایت کا بہت بڑا رہنما اور بورڈ ہے اس کی بنیاد پر کہنا چاہئے "کل یوم عاشورا"۔

حضرت اباعبداللہ الحسینؑ اپنی ابدی اور زندہ و جاوید تحریک کے مقاصد کے درمیان ہمیشہ خدا، اسلام اور پیغمبر کو ذکر کرتے رہے؛ کیونکہ دشمن کی کوشش یہ ہے کہ اسی پاکیزہ اساس کے سہارے حق کو منحرف کردے۔

"انی لم اخرج اشراً و لا بطراً و لا ظالماً و لامفسداً و انّما خرجت لطلب الاصلاح فی امّۃ جدّی، اُرید ان آمر بالمعروف و انھی عن المنکر"[1]۔

میں نے نفسانی خواہشات، طغیانی اور فساد کرنے، تباہی مچانے اور ظلم کرنے کے لئے قیام نہیں کیا ہے بلکہ اپنے جد رسول خداؐ کی امت کی اصلاح کرنے کے لئے قیام کیا ہے اور میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ پر عمل کرنا چاہتا ہوں۔ امام حسینؑ اپنے بھائی محمد حنفیہؓ کو وصیت میں ان باتوں کا اعلان کرتے ہوئے اپنی انقلابی تحریک کا مقصد واضح کرتے ہیں یا اور اس کے لشکر حر

---

[1]۔ حیاۃ الحسینؑ، ج ۲، ص ۲۶۴؛ بلاغۃ الحسینؑ، ص ۶۴۔

سے ملاقات کے وقت فرماتے ہیں:

" الا ترون ان الحق لا یعمل بہ و ان الباطل لا یتناھی عنہ لیرغب المومن فی لقاء ربہ محقا" [1]۔

مگر تم لوگ دیکھ نہیں رہے ہو کہ حق پر عمل نہیں کیا جارہاہے اور باطل سے کوئی روکتا نہیں ہے؟ہر مومن اس اہم کام کے اجراء کے لئے خدا کے دیدار کا مشتاق ہو۔(شہادت کے لئے آمادہ ہے) جو شخص حقیقی معنی میں دین خدا کو قبول کیا ہو اسے خدا کی راہ میں اپنی جان، اپنے مال اور خانوادے کی قربانی دینی ہوگی اور خود کو حق کا فدیہ بنادے۔

اسلامی معاشرہ میں گناہ، فساد اور گمراہی نہیں ہونی چاہئے اور الٰہی رہبروں میں بلندترین شخص اور اپنے زمانہ کا امام آگے بڑھے اور باطل پر غالب آئے۔اور جو شخص تمام مومنین میں بلند مرتبہ ہے اسے اپنے ماننے والوں کو دکھانا چاہئے کہ حق کو حاکم بنانا چاہئے۔ یہاں تک کہ جان ومال اور اعزہ واقارب کی قربانی ہی دینی پڑے۔

امام حسینؑ بصرہ والوں کو لکھتے ہیں:

"فان السنة قدامییت و البدعہ قد احییت" [2]۔

رسول خداؐ کی سنت فراموشی کی نظر ہوگئی ہے اور بدعت زندہ ہوگئی ہیں:"فانی ادعوکم الی معالم الحق و اماتہ البدع"۔ میں تم لوگوں کو معارف الٰہی زندہ کرنے اور بدعتوں کو نابود کرنے کی دعوت دے رہاہوں۔ کیادین کے نام پر الٰہی رہبر خلاف ورزیوں اور ناشائستگی کو برداشت کرسکتاہے؟ کیا اسلام اور اسلامی حکومت کے نام پر انجام دیے جانے والے امور پر خاموشی اختیار کرسکتاہے؟ وہ خدا کے لئے قیام کرتا ہے، لوگوں کے لئے تحریک چلاتا ہے تاکہ لوگون کو ظلم وستم سے اور دین کو انحراف اور گمراہی سے نجات دلائے۔

امام حسینؑ کی کامیابی معاشرہ کی اصلاح میں اور خدا کے لئے لوگوں کی رہبری کرنے میں خدائی جذبہ کارفرما تھا۔ خوف خدا کے لئے تھا، اگر کوئی امام سے سوال کرتا: اے حسینؑ آپ خدا سے کتنا ڈرتے ہیں؟ جواب دیں گے:

"یا من یو م القیامہ الا من خاف الله فی الدنیا" [3]۔

قیامت کے دن وہی امان میں ہوگا جو دنیا میں خدا سے ڈرتا رہاہے۔ چونکہ وہ خدا کو دل کی انکھوں سے دیکھتے ہیں اس لئے اس سے ڈرتے ہیں۔

---

[1]۔ حیاۃالحسینؑ، ج۳، ص۹۸، نفس المھموم، ص۱۹۱۔

[2]۔ تاریخ طبری، ج۷، ص۲۴۔

[3]۔ بحارالانوار، ج۴۴، ص۱۹۲۔

"عمیت عین لا تراک علیها رقیبا و خسرت صفقة عبد لم یجعل من حبّک نصیبا"[1]۔

وہ آنکھ اندھی ہو جائے کہ تجھے اپنا مراقب نہ دیکھے اور بندہ خسارے میں ہے جسے تیری محبت و عشق کا اسے کوئی نصیب نہ ہو۔ اگر معاشرے کا رہبر خدا کا خوف نہ رکھتا ہو تو اس معاشرہ ہر قسم کے سوء استفادہ اور فساد کا امکان ہے، چاپلوس، کاسہ لیس اور پست و گھٹیا افراد سب کچھ ہو جائیں گے۔

ہم یہاں پر عاشورائی انقلاب کے رہبر حضرت امام حسینؑ کے بلند و بالا صفات بیان کرنے کی فکر میں نہیں ہیں اور آپ کے اخلاق، رفتار، گفتار، جاودانی کلمات اور حکمت آمیز فرمائشات کو ذکر کرنے کی کوشش میں نہیں ہیں۔ صرف آپؑ کے زندگی بخش اور حیات آفرین افکار کی ایک جھلک کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ عاشورائی لوگوں کے لئے میدان عاشورا میں آپؑ کی لیاقت اور استعداد کے بتانا چاہتے ہیں اور نیز ان لوگوں پر یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں جنھوں نے حسینی انقلاب کو اپنی زندگی میں سر مشق قرار دیا ہے۔

امام حسینؑ تمام میدانوں اور مشکلات میں خدا سے گفتگو کرتے ہیں اور اسے اپنے اعمال اور رفتار پر گواہ بناتے ہیں۔ یہاں تک کہ عاشور کی صبح کو نیام سے تلوار نکالنے سے پہلے دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور فرماتے ہیں:

"اللهم ثقتی فی کل شدّة و انت معولی فی کل کرب و انت رجائی فی کل...."[2]۔

خدایا: میں تمام مشکلات اور مصائب میں تجھ پر تکیہ کرتا ہوں اور تمام امور میں میری تجھ سے امید لگی ہوئی ہے ہر مشکل میں جب مجھ پر پڑے تیری طاقت پر بھروسہ کرتا ہوں۔

کتنے ایسے مصائب و آلام ہیں جو دلوں کو کمزور کر دیتے ہیں اور راہ چارہ مسدود کر دیتے ہیں، میرے احباب مجھے چھوڑ دیتے ہیں اور دشمن طنز و مالمت کرتے ہیں؛ خدایا ان سب کو میں تیرے حوالے کرتا ہوں اور تجھ سے شکایت کرتا ہوں، کیونکہ سب سے مایوس ہوں اور تجھ سے امید رکھتا ہوں۔ تو ہی ہے جس نے میری مشکلوں کو آسان بنایا ہے اور میری زندگی میں وسعت عطا کی ہے، تو ہی ہر نعمت اور خوبی کا مالک اور تو ہی ہر آرزو کی انتہا ہے۔ یا یہ کہ کربلا میں خیمے لگاتے وقت دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتے اور مناجات کرتے ہیں:

"اللهم انا عترة نبیک محمدؐ قد اخرجنا و طردنا و ازعجنا عن حرم جدنا و تعدت بنو امیہ علینا اللهم فخذلنا بحقنا و انصرنا علی القوم الظالمین"[3]۔

خدایا! ہم تیرے نبی محمدؐ کی عترت ہیں، ہمیں ہمارے گھروں اور دیار سے نکال دیا گیا ہے، پیغمبرؐ کے حرم سے ہمیں دور کر دیا گیا ہے، بنی امیہ نے ہم پر ستم کیا ہے، خدایا! تو ان سے میرا حق لے لے اور ہمیں ظالموں پر کامیابی عطا کر۔ اور دوسری جگہ

---

[1]۔ مفاتیح الجنان، دعائے روز عرفہ۔

[2]۔ ارشاد شیخ مفید، ص ۲۳۳۔

[3]۔ حیات الحسین، ج ۳، ص ۹۷۔

فرماتے ہیں:

"الناس عبید الدنیا و الدین لحق علی السنتھم یحوطونہ مادرت معائشھم فاذا محصوا بالبلا قل ادیانون"[1]۔

لوگ دنیا کے غلام ہیں اور دین ان کی زبانوں کی چٹنی بنا ہوا ہے، جس طرح سے ان کی زندگی (کی ضرورتیں) پوری ہوں اسی طرف مائل ہوتے ہیں اور اگر مصائب و مشکلات میں گھر جائیں تو دیندار بہت کم ہوں گے۔

امام حسینؑ کی رہبری اور پیشوائی کی بنیاد خدا کے ذکر اور اس سے مناجات کرنے پر ہے۔ اپنی پوری زندگی میدان عرفات میں، کربلا کے غم انگیز حادثہ کے مختلف مرحلوں یہاں تک شب عاشور دشمن سے مہلت مانگتے ہیں تاکہ خدا کے ذکر میں شب گذاریں اور رب الارباب سے راز و نیاز کریں۔ اس رات کے بارے میں روایت کی گئی ہے:

"لھم دوی کدوی النحل ما بین راکع و ساجد و قائم و قاعد"[2]۔

وہ ہستیاں مسلسل رکوع، سجود اور قیام و قعود میں تھیں اور شہید کی مکھی کی طرح صبح (عاشور) تک زمزمہ کر رہی تھیں۔ اور عمر کے آخری لحظہ میں عاشور کی ظہر کو دعا کے لئے زبان کھولتے اور فرماتے ہیں:

"صبرا علی قضائک لا الہ سواک یا غیاث المستغثین، یا دائما لا نفادلہ، یا محی الموتی، یا قائما علی کل نفس احکم بینی و بینھم و انت احکم الحاکمین"[3]۔

پروردگار! میں تیرے فیصلہ پر راضی ہوں، تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے اے فریاد کرنے والوں کے جاپناہ اے وہ ذات کہ ہمیشہ ہے اور اس کی کوئی انتہا نہیں ہے۔ اے مردوں کو زندہ کرنے والے، اے تمام موجودات کی پناہ گاہ میرے اور اس ظالم گروہ کے درمیان فیصلہ کر کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔

امام حسینؑ کی عدالت طلبی:

اسلامی فکر کی بنیاد توحید اور اس کی عدالت طلبی پر ہے اور یہ کہ ہمیشہ ظالموں اور ستمگروں سے مقابلہ کرے رسولوں کے بھیجنے اور کتابوں کے نازل کرنے کا مقصد عدالت کا اجراء ہے: " لیقوم الناس بالقسط" تاکہ لوگ عدالت قائم کریں اور قسط کا اجراء کریں۔

قیام کے عاشور کے رہبر (حضرت امام حسینؑ) واضح الفاظ میں راہ کو روشن کرتے اور نورانی پیشواؤں کے سلسلہ میں حق کو

1۔ بلاغۃ الحسین، ص ۳۵۔

2۔ حسین نفس مطمئنہ، ص ۱۸۵۔

3۔ حیات الحسین، ج ۳، ص ۲۸۸۔

مشخص کرتے ہیں۔ حضرت امام حسینؑ ایک خط میں کوفہ والوں کو لکھتے ہیں:

"فلعمری ما الامام الاحاکم بالکتاب القائم بالقسط الدائن بدین الحق الحلبس نفسہ علی ذات اللہ"[1]۔

میری جان کی قسم امام اور پیشوا وہی ہے جو خدا کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرے عدل وانصاف قائم کرے، دین حق پر دین دار ہو اور خود کو خدا کے دین دین اور عدالت کے ساتھ مقید کرے (یعنی خدا کے لئے دین وعدالت کی پابندی کرے)۔

امام حسینؑ ایک خطبہ میں حر اور اس کے لشکر کے سامنے مقام بیضہ پر فرماتے ہیں:

"قل بعد الحمد و الثناء، ایھا الناس ان رسول اللہؐ قال: من رای سلطانا جائرا مستحلا لحرم اللہ ناکثا لعھد اللہ مخالفا لسنّتہ رسول اللہ یعمل فی عباد اللہ بالاثم و العدوان فلم یغیر علیہ بفعل و لا قول کان حقا علی اللہ ان یدخلہ مدخلہ..."[2]۔

اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرماتے ہیں: اے لوگو! رسول خداؐ نے فرمایا ہے: اگر کوئی کسی ظالم حاکم کو دیکھے کہ وہ خدا کی حلال کئے ہوئے چیزوں کو حرام کر رہا ہے۔ اللہ سے کئے ہوئے عہد و پیمان کو ٹوٹ رہاہے اور رسول خداؐ کی سنت کے مخالف ہے اور خدا کے بندوں کے ساتھ ظلم وستم کرتا ہے اور اس کا اپنی گفتار ورفتار سے مقابلہ نہ کرے اور اسے خطا کرنے سے نہ روکے تو خدا کی یہ ذمہ داری ہے کہ اس (سازش کرنے والے) کو اسی ظالم بادشاہ کے ساتھ محشور کرے۔

لوگو! آگاہ ہو جاو کہ بنوامیہ اور ان کے ماننے والے شیطان کے پیروکار ہیں اور انہوں نے خدا کی اطاعت سے سرپیچی کی ہے اور فساد وتباہی کو آشکار کر دیا ہے اور حدود الٰہی کو تعطیل کر دیا ہے اور لوگوں کے اموال پر قبضہ کر لیا ہے اور اپنامال سمجھ لیا ہے خدا کی حلال کردہ چیزوں کو حرام اور حرام کردہ چیزوں کو حلال کر دیا ہے۔ اور پیغمبر اکرمؐ سے (فکری، جسمانی اور روحانی) قرابت کے لحاظ سے، میں مسلمانوں پر خلافت وولایت کرنے کا زیادہ حق دار وسزاوار ہوں۔

یہ احادیث اسلام میں رہبری اور پیشوائی کے خط وخال کو مشخص کرتی ہیں اور یہ کہ حق سے وابستہ پیشوا کی حاکمیت کس طرح ہونی چاہئے۔ اور یہی عدالت طلبی اور آزادی ہے کہ عاشور کی تحریک کے رہبر کو زندہ وجاوید رکھتی ہے اور عاشورا کی حیات بخش تعلیمات کو ابدی بناتی ہیں۔ امام حسینؑ اسی خطبہ کے اختتام پر کوفہ والوں کو جو حر بن یزید ریاحی کے ہمراہ آئے تھے اور حسینؑ پر راستہ بند کر دیا تھا، مخاطب کر کے فرماتے ہیں: اگر تم لوگ ہمارے ساتھ نہیں ہو اور اپنے کئے ہوئے عہد وپیان کو توڑ چکے ہو۔ تو میری جان کی قسم یہ کوئی پہلی بار نہیں ہے کہ تم لوگ بیعت شکنی کر رہے ہو بلکہ تم لوگوں نے میرے والد، میرے بھائی، میرے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کے ساتھ بھی ایسا ہی کیا ہے۔ اور جو شخص تمہارے عہد وپیان کو قبول کرے وہ فریب خوردہ ہے اور

---

[1] ۔ اعیان الشیعہ، ج ۳، ص ۵۸۹۔

[2] ۔ وہی ماخذ، ج ا، ص ۵۹۶۔

جو لوگ عہد شکنی کرتے ہیں وہ اپنا نقصان کرتے ہیں۔

ایران کے اسلامی انقلاب کے قائد حضرت امام خمینیؒ نے حضرت امام حسینؑ کی عدالت اور عوام دوستی کی بنیاد پر تکیہ کیا ہے۔ ''اس کے لئے شہادت تھی، عدل الٰہی کے قیام کے لئے تھی اور خانہ خدا کی حفاظت کے قیام کے لئے تھی وغیرہ''[1]۔

دوسری جگہ پر: ''حضرت سید الشہداء کی زندگی حضرت صاحب الامرؑ کی زندگی ہے، تمام عالم کے انبیاء کی زندگی سارے انبیاء اول سے یعنی آدم سے آج تک سب اس معنی میں تھے کہ ظلم وجور کے مقابلہ میں عدل وانصاف کی حکومت قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔''[2]۔

نیز ''سید الشہداءؑ قیام کے پہلے ہی دن سے اسی امر کے لئے اور اسی مقصد یعنی عدل قائم کرنے کے لئے تھا۔۔''[3]۔

دوسری جگہ پر ہے: ''سید الشہداء نے اسلام کے لئے خود کو شہید کرا ڈالا۔''[4]۔

امام امت تاکید کرتے ہیں: ''سید الشہداءؑ اپنے تمام اصحاب کو اپنے سارے جوانوں کو اپنی ساری پونجی اور جو کچھ آپ کے پاس تھا سب کو جوان تھے، اصحاب تھے، سب کو خدا کی راہ میں قربان کر دیا اور اسلام کی تقویت اور ظلم کی مخالفت کرنے کے لئے قیام کیا اس زمانہ کی حکومت کے خلاف کہ آج کیحکومت سے کہیں زیادہ بدتر تھی''[5]۔

دوسری جگہ پر فرماتے ہیں: ''سید اشہداءؑ بھی شہید ہو گئے نہ یہ کہ ثواب کے لئے گئے ہوں آپ کے لئے ثواب کی کوئی حد نہ تھی اس طرح گئے کہ اس مکتب کو نجات دلائیں اسلام کو ترقی دیں اور اسلام کو زندہ کریں''[6]۔

عاشورا کی تعلیمات میں آزادی اور جوانمردی:

شرح صدر، آزادی اور جوانمردی اسلام میں رہبری کی شرائط ہیں، اگرچہ ہر مسلمان کو آزاد ہونا چاہئے۔ اور دوسروں کی آزادی کا احترام کرے۔ ''اباۃ الضیم'' وہ لوگ ہیں جو کسی صورت ظلم وجور اور طاقت کے زیر اثر نہیں جاتے اور عزت نفس کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں اور امام حسینؑ کا ایک لقب ''ابی الضیم'' ہے۔ ابن ابی الحدید نہج البلاغہ کی اپنی معتبر شرح میں لکھتا ہے:

''حسین صاحبان ابا کے سردار ہیں جنہوں نے دنیا والوں کو غیرت اور حمیت کا درس دیا ہے: تلوار سے قتل ہو جانا زندگی

---

[1]۔ صحیفہ نور، ج۲۰، ص۱۴۵۔

[2]۔ وہی، ج۲۰، ص۱۸۹۔

[3]۔ وہی، ج۱۸۹، ۲۰۔

[4]۔ وہی، ج۸، ص۴۸۔

[5]۔ وہی، ج۱۰، ص۳۰۔

[6]۔ وہی، ج۸، ص۱۷۔

ہے لیکن ذات کے ساتھ زندگی گزارنا موت ہے"۔

مصعب بن زبیر جو خود کو خلافت کے لئے امام حسینؑ کا رقیب جانتا تھا اس کے بارے میں حضرت فرماتے ہیں:

"و اختار المنیۃ الکریمۃ علی الحیاۃ الذمیمۃ" حسین نے باعزت موت کو ذلت آمیز زندگی پر ترجیح دی۔

اس کے بعد آپ یہ شعر پڑھتے ہیں:

وان الاولی بالطف من ال ھاشم – تاسوا فسنوا الکرام التاسیا[1]

آل ھاشم کے کریم مردوں نے ظلم و ستم کا مقابلہ کیا جو بزرگان کے لئے سنت اور نمونہ ہے۔

حضرت ابو عبداللہ الحسینؑ عاشور کے دن خطبہ کے ضمن میں ارشاد فرماتے ہیں:

"الا و ان الدعی بن الدعی قد رکزنی بین اثنیتن السلۃ و الذلۃ ھیھات منا الذلہ..."[2]۔

یہ حرامزادے حرامزادے کی اولاد نے مجھے دو امر کے درمیان مخیّر کر دیا ہے۔ تلوار سے قتل ہونے یا ذلت قبول کرنے پر (جبکہ) ذلت ہمارے خاندان سے بہت دور ہے۔ خدا، رسول اور مومنین ہمارے لئے ذلت کو پسند نہیں کرتے بلکہ آباء و اجداد اور ماوں نے جس پاکیزہ آغوش میں میری تربیت کی ہے اور غیرت مند اور حمیت والے مردوں اور ایسے انسان جو کسی پست انسان کی اطاعت سپوت کو ترجیح دیتے ہیں۔ یہی آزادی اور عزت نفس ہے جو نامردوں کی بیعت قبول کرنے سے مانع ہوتی ہے اور حسین کو تاریخ کے آزاد مردوں کا اسوہ، نمونہ اور آئیڈیل بناتی ہے اور انتہائی درجہ شجاعت کے ساتھ کہتا ہے:

"و اللہ لا اعطیکم بیدی اعطاء الذلیل و لا افر فرار العبید انی عذت بربی و ربکم ان ترجمون"[3]۔

خدا کی قسم پست اور ذلیل کی طرح میرے تمہارے سامنے تسلیم ہونے والا نہیں ہوں اور غلاموں کی طرح فرار کرنے والا نہیں ہوں اور صرف اور صرف اپنے اور تمہارے خدا کی پناہ چاہتا ہوں کہ تم لوگ میرا خون بہاو۔ امام نے ظلم و جور کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور ظالموں اور خود غرض افراد کے ساتھ ذلت و رسوائی کی زندگی پر موت اور شہادت کو ترجیح دی اور اپنے عمل سے یہ ثابت کر دیا کہ خدا والے اور سچے مومنین ذلت اختیار نہیں کرتے۔

عاشورا کے معرکہ میں کچھ اراذل و اوباش اور ظالم حکومت کے مزدوروں نے امام حسینؑ کے خیموں پر حملہ کر دیا تا کہ اموال اور عورتوں کی زینت کے اسباب لوٹ لیں امام نے فریاد کی:

"یا شیعۃ آل ابی سفیان ! ان لم یکن لکم دین و کنتم لا تخافون المعاد فکونوا احرار فی

---

[1] ۔ حسین نفس مطمئنہ، ص ۳۵۔

[2] ۔ حیات الحسین، ج ۱، ص ۲۳۔

[3] ۔ اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۰۲۔

دنیا کم و ارجعوا الی احسابکم ان کنتم عربا کما تزعمون"[1]۔

اے آل ابی سفیان کے ماننے والوں! اگر تمہارے پاس دین نہیں ہے اور آخرت کے عذاب سے نہیں ڈرتے تو کم سے کم اپنی دنیا میں آزاد مرد رہو اور اپنی حیثیت پہچانو اگر عرب ہو، جیسا کہ تم لوگ خیال کرتے ہو۔

امام حسینؑ عدالت کا اجراء کرنے اور حدود الٰہی کو عملی جامہ پہنانے اور امر بالمعروف و نہی از منکر کا فریضہ ادا کرنے کے لئے موت کی حد تک قربانی دینے کے لئے آمادہ ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں:

" انی لا اری الموت الا سعادۃ و الحیاۃ مع الظالمین الا بر ما"[2]۔

آپ خدا اور احکام الٰہی کے اجراء کی راہ میں مرنے کو سعادت اور کامیابی چاہتے ہیں۔ اور ظالموں کے ساتھ زندگی گذارنے کو بد بختی اور عذاب جانتے ہیں، ایسے معاشرہ میں جہان ظلم و جور کی حکومت ہو حق سے انحراف عام ہو گیا ہو۔ بدعتیں، فسادات اور نفس پرستی دولت، طاقت اور دھوکہ دھڑی کے حکام کی پہچان ہو گئی ہو، ہر با ایمان انسان فریاد، قیام، مخالفت اور شہادت کے ذریعہ ظالموں کو رسوا کرے، ہم عصر لوگوں اور مستقبل والوں کے لئے حق کو روشن کرے اور اس راہ میں مر جانا شہادت ہے اور امام حسینؑ نے اس راہ انتخاب کیا اور اپنے بھائی محمد حنفیہؓ سے فرمایا:

"اتانی رسول اللہ فقال: یا حسین اخرج فان اللہ قدشاء ان یراک قتیلا فقال محمد حنیفیہ : انا للّٰہ و انا الیہ راجعون، فما معنی حملک ہولاء السنوۃ معک و انت تخرج علی مثل ھذا الحال فقالؑ ان اللہ قد شاء ان یراھن سبایا"[3]۔

رسول خداؐ نے مجھ سے خروج کرنے کو کہا: خدا کی مرضی ہے کہ تمہیں شہید دیکھے، محمد حنفیہؓ نے کہا: ہم خدا کی طرف سے ہیں اور اس کی طرف لوٹ کر جائیں گے۔ اس بات سے کنایہ ہے کہ موت کے لئے آمادہ ہو اور اب جا چکے شمار ہو رہے ہو اس کے بعد کہا کہ جب آپ خود کو شہید کرانے کے لئے آمادہ کر لیا ہے تو پھر اپنے ہمراہ ان عورتوں کو کیوں لے جا رہے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا کہ خدا ان کو اسیر دیکھنا چاہتا ہے۔

لائق ماننے والے:

عاشورا کے قیام کی رہبری کی ایک کامیابی اپنے ہمراہ نیک خصلت اصحاب اور مخلص مومنین کا وجود تھا کہ ان میں سے ہر ایک کی زندگی کی تحقیق ان کی خدا اور اپنے زمانہ کے امام سے اٹوٹ رابطہ رکھنے کا پتہ دیتی ہے جہاں پر حضرت امام حسین سید الشہداءؑ ان سے فرما رہے ہیں کہ اپنے اپنے وطن واپس چلے جائیں اور ان سے اپنی بیعت کو اٹھانے کا وعدہ کر رہے ہیں کہ وہ لوگ آزاد طور پر

---

[1]۔ حیات الحسین، ج۳، ص۲۸۰۔

[2]۔ اعیان الشیعہ، ج۱، ص۵۹۸۔

[3]۔ وہی، ج۱، ص۵۹۳۔

اپنی اپنی زندگی گذاریں لیکن ان میں سے ہر ایک کی گفتگو قابل توجہ ہے اور اپنی عقیدت اور اپنے ایمان کا اپنے رہبر سے اظہار کر رہے ہیں۔ جوانان بنی ھاشم اور امام حسینؑ سے وابستہ افراد سے لیکر دوسرے اصحاب تک کوئی بھی موت سے خوفزدہ نہیں ہوتے ۱۳سال کے قاسم سے لیکر ۳۵سال کے ابو الفضل العباس تک ہر ایک کا اپنا اپنا بیان ہے جو انقلابی مردوں اور انقلابی جذبوں کی تقویت کا باعث ہوتا ہے۔

حبیب بن مظاہر، مسلم بن عوسجہ، حر بن یزید ریاحی اور ابو عبد اللہ الحسینؑ کے دیگر اصحاب نے اپنی وفاداری اور جانثاری کو بخوبی ثابت کیا۔ انہیں اس درجہ یقین ہے کہ شب عاشور ایک دوسرے سے مزاح کرتے ہوئے ایمان، پائیداری اور ایثار و قربانی کو اس حد تک پہونچا دیتے ہیں کہ جب امام حسینؑ شب عاشورا تقریر کرتے ہیں تو آرزو کرتے ہیں کہ کاش نے جان رکھتے ہوتے اور سب کو خدا کی راہ میں امام حسینؑ کے افکار کا اتباع کرتے ہوئے قربان کر دیتے۔ امام حسینؑ ان کے بارے میں فرماتے ہیں:

'' فانی لا اعلم اصحابا اوفی و لا خیرا من اصحابی و لا اہل بیت ابر و لا اوصل من اہل بیتی فجزاکم اللہ عنی خیرا''[۱]۔

میں اپنے اصحاب سے زیادہ وفادار اور بہتر کسی کے اصحاب کو نہیں جانتا اور نہ اپنے اہلبیت سے بہتر کسی خانوادہ کو جانتا ہوں خدا میری طرف سے تم لوگوں کو جزائے خیر دے۔

جب امام حسینؑ اپنے اصحاب اور افراد سے جدا ہونے کا ارادہ کرتے ہیں اور ان کو ان کے وطن کا راہی بنانا چاہتے ہیں تو ہر ایک کا ایک بیان ہے۔ حضرت ابو الفضل العباس فرماتے ہیں: ''ہم لوگ کیوں چلے جائیں اور آپ کو چھوڑ دیں؟ کیا اس لئے کہ آپ کے بعد ہم زندہ رہیں گے؟ خدا ہرگز ایسا دن نہ دکھائے کہ آپ کے بعد ہم لوگ زندہ رہیں''۔

اولاد عقیل کہتی ہے:

''سبحان اللہ لوگ ہمیں کیا کہیں گے اور ہم انہیں کیا جواب دیں گے؟ کیا ہم یہ جواب دیں گے کہ ہم نے اپنے مولا و آقا، سید و سردار اور چچازاد بھائی کو چھوڑ دیا ہے اور ان کی نصرت میں کوئی تیر چلایا نہیں ہے اور نیزہ نہیں چلایا ہے اور تلوار نہیں چلائی ہے اور ہم سمجھ نہ سکے کہ انہوں نے کونسا کام کیا ہے؟ خدا کی قسم ہم لوگ ایسا کام نہیں کریں گے بلکہ ہم اپنی جان، اپنا مال، اپنا کنبہ سب آپ پر فدا کر دیں گے اور آپ کے ساتھ دشمن سے جنگ کریں گے تا کہ میرے ساتھ وہی ہو جو آپ کے ساتھ ہو گا کہ خداوند عالم آپ کے بعد زندگی کو منحوس قرار دے۔''[۲]۔

مسلم بن عوسجہ اپنی جگہ سے اٹھ کر بولے:

---

[۱]۔ وہی، ج۱، ص۶۰۰ اور امام حسینؑ سے متعلق دیگر کتابیں۔

[۲]۔ بحار الانوار، ج۴۴، ص۳۹۳؛ مقاتل الطالبین، ص۱۱۲۔

’’کیا ہم لوگ آپ کو تنہا چھوڑ دیں جبکہ دشمنوں نے آپ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے ؟ ہم خدا کے حضور کیا عذر پیش کریں گے کہ ہم نے آپ کا حق ادا نہیں کیا ہے ؟ خدا ہرگز ہمیں ایسا دن نہ دکھائے ، ہم لوگ ان دشمنوں سے جنگ کریں گے تاکہ اپنا نیزہ ان کے قلب میں اتار دیں اور تلوار سے ان کی گردن مار دیں اور جب تک قبضۂ شمشیر میرے ہاتھ میں ہے ان سے جنگ کرتا رہوں گا اور اگر کوئی اسلحہ نہ رہ جائے گا تو پتھروں سے ان کا مقابلہ کریں گے اور ہرگز آپ سے جدا نہ ہوں گے؛ تاکہ آپ کے ساتھ ہم بھی شہید ہو جائیں[1]۔

سعید بن عبداللہ حنفی نے اٹھ کر کہا:

’’نہیں ’’ خدا کی قسم اے فرزند رسول ! ہم کبھی آپ کو تنہا نہیں چھوڑیں گے جب تک خدا یہ جان نہ لے کہ آپ کے حق میں اس کے رسول محمدؐ کی تاکید کی ہم نے حفاظت کی ہے۔ خدا کی قسم اگر ہمیں معلوم ہو کہ آپ کی راہ میں مجھے قتل کر ڈالیں، اس کے بعد زندہ کریں پھر مجھے جلا ڈالیں اور خاک کو ہوا میں اڑا دیں اور ہمارے ساتھ ایسا ۷۰ بار کریں تو پھر بھی ہم لوگ اپ سے جدا نہیں ہونگے۔ جب تک آپ کی رکاب میں جنگ کر کے جام شہادت نہ نوش کر لوں اور ایسا کیونکر نہ کروں جبکہ ایک بار سے زیادہ قتل ہونا نہیں ہے اور اس کے بعد ایسی کرامت ہے جس کی انتہا نہیں ہے‘‘[2]۔

امام حسینؑ کے دیگر اصحاب وانصار نے بھی الگ الگ اپنے جذبہ شہادت اور جانثاری کا اظہار کیا جو تاریخ میں ذکر ہے۔

جب اس طرح کی رہبری اور پیشوائی اس طرح سے وفادار ساتھیوں کو جذب کر سکتی ہے جو اپنے ہم عصروں میں ایمان اور تقوی کے لحاظ سے ممتاز فرد ہوں یقنا کامیاب ہوں گے اگر قتل بھی کر دیئے جائیں تو بھی آپ کامیاب ہو چکے ہیں اور اپنی بلند و بالا مقاصد تک پہونچے ہیں، مگر امام حسینؑ اس راہ کے علاوہ کسی راہ کے خواہاں تھے ؟

پھر بھی رہبری اور قیادت کے شرائط میں سے کہ اس کے کامل اور اتم مصداق حسین بن علیؑ تھے، مندرجہ ذیل موارد کی طرف اشارہ کیا جاسکتا ہے کہ مقالہ کے طویل ہو جانے کی بناء پر اسے دیگر مواقع کے لئے چھوڑ دیتے ہیں۔

رہبر کی شجاعت ، سماحت اور بذل و بخشش، قاطعیت اور اٹل فیصلہ ، مصائب و آلام پر صبر ، موت سے خوفزدہ نہ ہونا، پیغمبروں کی راہ کی بقا، رزمی آمادگی، مایوسی کا اظہار نہ کرنا، عظیم تحریک اور انقلاب کے لئے اپنے اصحاب اور اہلبیت کو آمادہ کرنا، انقلابی جذبہ کو بلند کرنا، جان، مال اور اولاد سے خدا کی راہ میں قربانی دینا، قوی اور محکم ایمانی جذبہ رکھنا، اللہ کے حضور عبادت کرنا، اس کی بارگاہ میں تہجد اور راز و نیاز کرنا ہے۔ ہم آخر میں امام خمینی رحمۃ اللہ علیہ کی فرمائشات کی طرف اشارہ کر رہے ہیں کہ آپ نے فرمایا : ’’ عاشور کے دن حضرت سید الشہداءؑ شہادت سے جتنا قریب ہوتے جا رہے تھے اتنی ہی نورانیت اور روحانیت بڑھتی جا رہی تھی اور ان کے جوان شہید ہونے کے لئے مقابلہ کر رہے تھے۔ سب کو معلوم تھا کہ چند گھنٹوں بعد سب شہید ہیں

---

[1]۔ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۳۱۱۔

[2]۔ اعیان الشیعہ، ج ۱، ص ۶۰۱۔

، وہ لوگ مقابلہ کر رہے تھے، وہ جانتے تھے کہ وہ کس لئے آئے ہیں وہ اس بات سے باخبر تھے کہ ہم لوگ فریضہ الٰہی کی ادائیگی کے لئے آئے ہیں، ہم لوگ اسلام کی حفاظت کرنے آئے ہیں[1]۔

"آپ ملاحظہ کریں گے کہ روایات میں ہے کہ حضرت امام حسینؑ عاشور کے دن ظہر سے جتنا قریب ہوتے جارہے تھے اتنا ہی آپ کی نورانیت بڑھتی جارہی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ آپ جانتے تھے کہ خدا کی راہ میں جہاد ہے اور خدا کے لئے ہے اور جب خدا کے لئے جہاد ہے تو جن عزیزوں کھوئیں گے در حقیقت کھویا نہیں ہے یہ سب عالم بقا کے لئے ذخیرے ہیں[2]۔

"قال علی بن الحسینؑ : و لما استر الامر بالحسین بن علی بن ابی طالبؑ نظر الیہ من کان معہ فاذا ھو بخلا فھم لانھم کلما اشتر الامر تغیرت تاوانھم و ارتعدت فرائصھم و وجلت قلوبھم و کان الحسینؑ و بعض من کان معہ من خصاوصہ تشرق الوانھم و تھدئی جوارحھم و تسکن نفوسھم"[3]۔

حضرت امام سجادؑ نے فرمایا: جب امام حسینؑ کو مشکل کا سامنا ہوا تو آپ کے ساتھیوں نے آپ کی طرف دیکھا اور اچانک دیکھا کہ آپ کا حال کچھ اور ہی ہے، کیونکہ جتنا مشکل بڑھتی جارہی تھی ان لوگوں کے چہرہ کا رنگ بدلتا جارہا تھا اور جسم لرز رہے تھے اور ان کے دلوں میں خوف پیدا ہو رہا تھا جبکہ حسینؑ اور آپ کے بعض قریبی افراد کا چہرہ درخشاں تھا جسم پر سکون اور دل مطمئن تھے اور یہ سب رہبری کی لیاقت کا جز ہے۔

"السلام علیک یا ابا عبد اللہ الحسینؑ"

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

---

[1]۔ قیام عاشورا امام خمینی رح کے پیغام اور بیان میں، ص ۴۳۔

[2]۔ وہی۔

[3]۔ بحار الانوار، ج ۴۴، ص ۲۹۷، قیام عاشورا، ص ۴۴ کی نقل کے مطابق۔